ششماہی علوم القرآن، علی گڑھ، ۱۸/۲، جولائی۔دسمبر سن ۲۰۰۳ء

انسانی غذا اور اس کی معنویت

قرآن کریم کی روشنی میں

محمد ہمایوں عباس شمس

غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے غذا میں تنوع رکھا ہے تاکہ ''نئی دنیاؤں کا یہ متلاشی'' ایک ہی طرح کے کھانے سے اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائے۔ دستر خوان پر سجے ہوئے طرح طرح کے کھانے انسان کے حسن انتخاب اور حسن ذوق کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ غذا کے اثرات صرف مادی جسم ہی تک محدود نہیں رہتے بلکہ روح کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں قبولیت دعاء کے لئے رزق حلال کی شرط رکھی گئی ہے اور اہل عرفان نے سیر وسلوک کی منازل کے لئے بھی اس کو لازمی قرار دیا ہے۔

قرآن کریم نے انسانی غذا کے مختلف پہلوؤں پر جو واضح احکامات اور مختلف اشارات دیئے ہیں ان سے بھی اس کی مادی اور روحانی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ غذا کے باب میں غور وفکر معرفت خدا، تعمیر ذات اور تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں طعام پر غور وفکر کی دعوت دے کر معاد پر استدلال کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فلینظر الانسان الی طعامه (عبس ۲۴/) پس انسان اپنی غذا پر دھیان کرے

قرآن کریم میں مختلف غذاؤں کا تذکرہ:

انسان عموماً دو طرح کی غذا استعمال کرتا ہے

(۱) نباتاتی غذا (۲) حیوانی غذا

تیسرے وہ مشروبات ہیں جو پیاس بجھانے کے لئے انسان مختلف صورتوں

میں استعمال کرتا ہے۔علاوہ ازیں نباتاتی غذا میں اناج بھی ایک علیحدہ قابل ذکر چیز ہے۔
قرآن کریم میں ان تینوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ان کی فہرست درج ذیل ہے:

(ا) نباتاتی غذائیں:

نباتاتی غذائیں بھی دوطرح کی ہیں ایک تو پھل اور دوسری مختلف قسم کی سبزیاں۔پھلوں کے لئے قرآن کریم فاکھة اور ثمر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ثمر توہر قسم کے پھل کے لئے عام لفظ ہے جبکہ فاکھة کھجور اور انار کے سوا باقی پھلوں کے لئے مستعمل ہے۔بعض کے نزدیک لذیذ پھل اور خشک میوہ جات کو فاکھة کہتے ہیں۔ان پھلوں کے باغات کے لئے قرآن کریم نے حدائق غلبا (گھنے باغات Garden Dense with lofty trees) کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔

علاوہ ازیں پھلوں میں قدرتی پیکنگ کا نظام بھی ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔ اس کے لئے اکمام (عبس ۲۴/) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔واضح رہے کہ قرآن کریم میں بھی پھلوں کا ذکر اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ غذا میں پھلوں کا کیا مقام ہے۔قرآن مجید میں مذکور پھلوں کی فہرست درج ذیل ہے:

قرآنی نام	اردو ترجمہ	حوالہ
نخیل	کھجور	النحل/۶۷
اعناب	انگور	النحل/۶۷
زیتون	زیتون	النحل/۱۱
رمان	انار	انعام/۱۴۱
طلح	کیلا	واقعہ/۲۹
تین	انجیر	تین/۱

(ب) حیوانی غذائیں:

عموماً حیوانی غذاؤں کی تعداد نباتاتی غذاؤں سے کم ہے تاہم درج ذیل جانوروں کے نام قرآن کریم میں آئے ہیں:

حوالہ	اردو ترجمہ	قرآنی نام
القلم/۴۸، سورہ الاعراف آیت ۱۶۳ میں حوت کی جمع حیتان آئی ہے۔ حوت کا اطلاق ہر قسم کی مچھلی پر ہوتا ہے۔ وہیل مچھلی کو نون کہا گیا ہے	مچھلی	حوت/نون
النحل/۵، یسین/۷۲ انعام کا لفظ خاص طور پر اونٹوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اونٹ کو نعم اس لئے کہا جاتا ہے وہ عرب کے لئے بڑی نعمت تھے۔ اس کی جمع انعام آتی ہے لیکن عموماً انعام کا اطلاق بھیڑ، بکری، اونٹ اور گائے سب پر ہوتا ہے۔ (المفردات بذیل مادہ)	جانور	انعام
انعام/۱۴۳	بھیڑ	ضأن
انعام/۱۴۳؛ الانبیاء/۷۸	بکری	معز، غنم
ص/۲۴	دنبی	نعجة
انعام/۱۴۴	اونٹ	ابل
انعام/۱۴۴	گائے	بقرة
الذاریات/۲۶؛ ہود/۶۹	بچھڑا	عجل

اناج:

اناج کے لئے قرآنی تعبیرات درج ذیل ہیں:

حوالہ	اردو ترجمہ	قرآنی نام
الرحمٰن/۱۲	اناج کا دانہ	الحب

سنبل	گیہوں یا جو کی بالی	البقرہ/۲۶۱
فوم	گندم	البقرہ/۶۱

اناج سے تیار ہونے والی روٹی کو ''خبز'' (یوسف/۳۶) کہا گیا اور اناج کے اگانے کے عمل ''زرع'' (النحل/۱۱) کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ مکہ کو وادئ غیر ذی ذرع (ابراہیم/۳۷) کہا گیا ہے۔

سبزیاں:

سبزیوں کے لئے قرآنی الفاظ درج ذیل ہیں:

قرآنی نام	اردو ترجمہ	حوالہ
بقل	ہر قسم کی سبزی	البقر/۶۱
قثاء	ککڑی، کھیرا	البقر/۶۱
عدس	مسور	ایضاً
بصل	پیاز	ایضاً
قضب	کچی کھائی جانے والی سبزیاں۔ (تدبر قرآن جلد ۸، ص: ۲۰۹) اسے سلاد کہا جا سکتا ہے۔	عبس/۲۸

مشروبات:

مشروبات میں سے پانی (الماء) اہم ترین جزو حیات ہے انسانی زندگی کے لئے اس کی اہمیت کو مختلف اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ (النحل/۱۰) اسی طرح دوسری اہم غذائی ضرورت دودھ (لبن) (النحل/۶۶) کا تذکرہ بھی قرآن نے کیا ہے۔
العسل (شہد) کو بھی پینے والی چیزوں میں شمار کیا گیا ہے۔ یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس (النحل/۶۹) شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف رنگوں کی پینے کی چیز نکلتی ہے۔ جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔

قرآن کریم سے پھلوں کے جوس کے استعمال کا بھی اشارہ ملتا ہے۔ سورہ

یوسف (آیت ۴۹) میں اس کے لئے یعصرون (پھلوں کا رس نچوڑنا) کی تعبیر آئی ہے۔ (جوس کو عربی میں عصیر کہتے ہیں) لیکن اس سے زیادہ واضح لفظ "سکر" ہے (النحل/۶۷) اردو مترجمین نے اس لفظ کا ترجمہ عموماً نشہ آور چیز سے کیا ہے[۲] البتہ احمد سعید کاظمی نے اس آیت (النحل/۶۷) کا ترجمہ یوں کیا ہے: کھجور اور انگور کے کچھ پھل ہیں کہ (پانی میں ڈال کر) تم ان سے نتھرا ہوا شربت اور (اس کے علاوہ) اچھا رزق (بھی) بناتے ہو۔[۳] اسی طرح غلام رسول سعیدی کا ترجمہ ہے۔ اور ہم تمہیں کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے پلاتے ہیں تم ان سے میٹھے مشروب تیار کرتے ہو، اور عمدہ رزق۔[۴]

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے بھی بڑی حد تک وہی ترجمہ کیا ہے جو کاظمی اور سعیدی نے کیا ہے اور اس مفہوم کو ترجیح دینے کا سبب بھی تحریر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کا ذکر فرما رہا ہے۔ ایسے مقام پر کسی پلید اور نجس چیز کا ذکر کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ سکر سے مراد کھجور اور انگور کا میٹھا رس ہے جو حلال ہوتا ہے۔[۵]

عبداللہ یوسف علی کے نزدیک بھی اس سے یہی مفہوم مراد ہے۔ وہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

There are whole some drinks and foods that can be got out of the date palm and the vine e.g. non alcoholic drinks from the date and the grapes [۶]

پیر محمد کرم شاہ الازہری اور عبداللہ یوسف علی کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں "سکر" سے مراد ان پھلوں کا جوس ہے۔

"رزق" رزق ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی جاندار کی غذا بنے اور اس میں اس کی روح کی بقاء اور جسم کی نشو ونما کی صلاحیت ہو۔ مایتغذی به الحی، ویکون فیه بقاء روحه ونماء جسده[۷] اور "طعام" (ہر وہ چیز جو بطور غذا کھائی جائے) کی مختلف شکلیں ہیں جو انسان کی غذائی ضروریات کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطا کی

ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس رزق اور طعام کا دائرہ کار یا دوسرے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے میزبانی کا اہتمام دیگر ذی حیات مخلوقات کے لئے بھی ہے۔

ارشاد باری ہے:

ومامن دابة فی الارض الاعلی الله رزقها (ہود/٦)	اور زمین پر کوئی چلنے والا جاندار نہیں لیکن اللہ کے ذمہ کرم پر اس کا رزق ہے۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ رزق اور طعام کا جو افضل اور اعلیٰ حصہ تھا وہ انسان کے لئے رکھا گیا کیونکہ دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں وہ افضل ہے، اسفل حصہ دیگر جانداروں کا مقدر بنا۔ گندم میں نفیس ترین جز انسان کی غذا ہے اور بقیہ جانوروں کی، گنے کا رسیلا حصہ انسان کی غذا اور دوسرا حیوانوں کا حصہ، اسی طرح مکئی اور دیگر اجناس کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ عبس میں جہاں انسانوں کے لئے نوع بہ نوع اقسام کی غذاؤں کا ذکر کیا گیا ہے وہاں حیوانات کے لئے صرف ''اَبّا'' (چارہ) کا ذکر کیا ہے بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ''اُبا'' کے مفہوم کا علم نہ تھا۔ ابن کثیر نے اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے[۸] اسی طرح ابن حجر نے اسے منقطع کہا ہے[۹] حضرت عمرؓ کے بارہ میں بھی ایسی ہی روایت ہے جسے ابن کثیر نے صحیح کہا ہے۔[۱۰] مگر اس کی سند میں بھی حمید الطّویل ہے جو مدلس ہے۔ ابن حجر نے اسے کثیر التدلیس قرار دیا ہے۔[۱۱]

سورہ عبس کی زیر نظر آیات درج ذیل ہیں:

فلینظر الانسان الیٰ طعامه انّا صببنا الماء صبّا ثم شققنا الارض شقّا فانبتنا فیها حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکهة وابّامتاعالکم ولانعامکم (عبس/۲۴-۳۲)	پس انسان اپنی غذا پر دھیان کرے کہ ہم نے برسایا پانی اچھی طرح، پھر پھاڑا زمین کو اچھی طرح، پھر اگائے اس میں غلّے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغ اور میوے اور سبزہ، تمہاری اور تمہارے مویشیوں کی نفع رسائی کے لئے۔

غذا اور دیگر نعمتوں کے حوالہ سے انسان کی تکریم وعظمت کے حوالہ سے ابن کثیر لکھتے ہیں: ویخبر تعالیٰ عن تشریفه بنی آدم وتکریمه ایاهم فی خلقه لهم علی احسن الهیئات واکملها کقوله تعالیٰ: (لقدخلقنا الانسان فی احسن تقویم)

ای یمشی قائما منتصبا علی رجلیه ویاکل بیدیه وغیره من الحیوانات یمشی علی اربع ویاکل بفمه وجعل له سمعا وبصراو خؤارایفقه بذلك کله وینتفع به ویفرق بین الاشیاء ویعرف منا فعها وخواصها ومضارها فی الامور الدینیة والدنیویة (وحملنا هم فی البروالبحر)

ای علی الدواب من الانعام والخیل والبغال وفی البحر ایضاً علی السفن الکبار والصغار(ورزقناهم من الطیبات) ای من ازرع وتمار وطوم والبان من سائر انواع الطعوم والالوان المشتهاة اللذیذة والمناظر الحسنة والملابس الرفیعة من سائرالانواع علی اختلاف اصنافها والوانها واشکالها ممایصنعونه لانفسهم ویحلبه الیهم غیرهم من اقطار الاقالیم والنواحی (وفضلناهم علی کثیرممن خلقنا تفضیلا) ای من سائرالحیوانات واصناف المخلوقات ۔ [۱۲]

اور اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو سب سے اچھی اور کامل صورت میں پیدا کر کے دوسری مخلوقات پر اس کو جو تعظیم اور تکریم بخشی ہے اس کی خبر دیتے ہوئے ارشاد ہے۔

لقدخلقناالانسان فی احسن تقویم (التین ۴/) ہم نے انسان کو احسن تقویم سے نوازا یعنی بہترین صفت پر پیدا کیا ہے وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو کر چلتا اور اپنے ہاتھوں سے غذا کھاتا ہے جب کہ جانور چاروں ہاتھ پاؤں سے چلتے ہیں اور براہِ راست منہ سے کھاتے ہیں۔ پھر (اللہ نے انسان کو) سمع وبصر اور عقل وفہم کی ایسی نعمت عطا کی ہے جس کے ذریعہ وہ اشیاء کا ادراک کرتا ہے، ان سے فائدہ اٹھاتا

ہے اور چیزوں کے درمیان فرق کرتا ہے اور اس طرح دنیا و آخرت میں ان کے اثرات و نتائج سے باخبر ہوتا ہے وحملناھم فی البر و البحر (الاسراء/۷۰) اور خشکی اور تری دونوں میں سواری عطا کی یعنی اپنی سواری کے لئے خشکی میں جانور، چوپائے، گھوڑے، وغیرہ اور سمندر میں کشتیوں اور جہازوں سے کام لیتا ہے۔ ورزقناھم من الطیبات اوران کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ یعنی اس کی غذا میں طرح طرح کے بہترین اور خوش ذائقہ کھانے غلہ، پھل، گوشت اور دودھ جیسی بہترین ذائقے دار، لذیذ اور مزیدار چیزیں شامل ہیں۔ پھر وہ عمدہ مناظر سے استفادہ کرتا ہے اور بیش بہا قیمت کے مختلف قسم کے مختلف رنگوں کے ملبوسات پہنتا ہے اور یہ سب چیزیں انسان خود بھی اپنے لیے تیار کرتا ہے اور دوسرے مقامات اور علاقوں سے بھی اس کے پاس پہنچتی ہیں۔ وفضلناھم علی کثیر من خلقنا تفضیلا اور (اللہ) نے اسے اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضیلت بخشی یعنی تمام قسم کے حیوانات اور تمام مخلوقات پر عزت و شرف بخشا۔

یہ اعزاز بھی انسان کو حاصل ہے کہ اس کے لئے آسمان سے کھانا نازل ہوا۔ اس کے لئے قرآن کریم میں من و سلویٰ اور مائدہ کے الفاظ آئے ہیں۔ من و سلویٰ تو بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا۔ من کی تفسیر میں صحیح قول یہ کہ یہ کہ ایک نفیس شیریں ذائقہ دار مادہ تھا جو شبنم کی طرح صبح کے وقت آسمان سے اترتا اور کثیر مقدار میں چھوٹے چھوٹے پودوں پر منجمد ہوجاتا تھا۔[۱۳] البتہ اس کے بارے میں قاموس الکتاب میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ خوش ذائقہ اور سفید رنگ کا ہوتا تھا اور دھنیے سے ملتا جلتا تھا اور اسے پیسنا پڑتا تھا۔[۱۴]

سلویٰ کے بارہ میں صحیح قول یہ ہے کہ وہ بٹیر تھا واللہ اعلم مگر اتنی بات واضح معلوم ہوتی ہے کہ یہ میٹھی اور نمکین غذائیں تھیں۔

غذا کے بارے میں چند بنیادی احکامات:

انسانی غذا کے بارہ میں قرآن مجید تین واضح اور بنیادی احکامات دیتا ہے:

(ا) صرف حلال چیزیں ہی کھائی جائیں گی۔ حرام اشیاء سے ان ضروریات اور مقاصد کی تکمیل ممکن نہیں جو غذا کا مقصود ہے۔ چونکہ انسان کا علم محدود اور عقل دھوکہ اور فریب سے محفوظ نہیں اس لئے حلت وحرمت کو انسانی علم، عقل اور تجربہ پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ قرآن نے واضح احکامات کے ذریعہ حرام اشیاء کی فہرست فراہم کردی۔

الميتة	مردار	البقرہ/۱۷۳ الانعام/۱۴۵
المنخنقة الموقوذة المتردية النطيحة ماا كل السبع	گلا گھٹ کر مرنے والا چوٹ لگ کر مرنے والا بلندی سے گر کر مرنے والا سینگ لگنے سے مرنے والا جس کو درندے نے کھایا ہو	المائدہ/۳ ایضاً ایضاً ایضاً ایضاً
الدم المسفوح	بہا ہوا خون	الانعام/۱۴۵
لحم الخنزير	سور کا گوشت	البقرہ/۱۷۳ الانعام/۱۴۵
مااهل به لغير الله	غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا	البقرہ/۱۷۳
الخمر	شراب	المائدہ/۹۰۔۹۱
ماذبح على النصب	جو بتوں کے تقرب کے لئے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا جائے	المائدہ/۳

درج بالا فہرست واضح ہوتا ہے کہ:

i۔ محرمات کی فہرست بہت ہی مختصر ہے۔

ii۔ محرمات انسانی جسم کے لئے نقصان دہ ہیں جیسے سور کا گوشت یا انسانی عقل کے لئے ضرر رساں جیسے شراب۔

iii۔ بعض چیزیں طبع سلیم کے موافق نہیں جیسے مردار اور خون، ان کی ضرر رسانی اپنی جگہ ایک علیحدہ حقیقت ہے۔

iv۔ درندہ کا مارا ہوا کھانا انسانی عظمت و وقار کے منافی ہے۔

v۔ اسلام میں کھانے پینے کا نظام دوسروں نظاموں کی طرف صرف خورد و نوش ہی سے متعلق نہیں بلکہ تحفظ عقیدہ کا مسئلہ بھی اس سے جڑا ہوا ہے۔

اس ضمن میں مولانا حنیف ندوی کی یہ سطور بصیرت افروز ہیں:

حلت و حرمت کا مسئلہ اس لئے قابلِ لحاظ ہے کہ خوراک کا مسئلہ براہِ راست ہمارے اخلاق سے تعلق رکھتا ہے۔ اباحتِ مطلقہ جہاں صحت کے لئے مضر ہے وہاں اخلاق کے لئے بھی مفید نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خاص خاص قسم کی غذائیں خاص خاص نوع کے اخلاق و عادات پیدا کرنے میں ممد و معاون ہوتی ہیں اس لئے وہ مذہب جو اصلاحِ اخلاق کا مدعی ہے ضرور ہے کہ خوراک کے مسئلے میں شدید تعرض کرے۔ ماکولات و مشروبات میں آزادی آزادی نہیں، بد پرہیزی ہے۔

حرمت کے سلسلے میں چند چیزیں اسلام نے بطور خاص ملحوظ رکھی ہیں:

۱۔ فطرت عام کا خیال یعنی وہ چیزیں جنہیں عام فطرتِ انسانی بطور ماکول و مشروب استعمال نہیں کرتی اور ذوق سلیم انہیں گوارا نہیں کرتا۔

۲۔ وہ چیزیں جو سخت مضر ہیں وہ بھی حرام ہیں۔

۳۔ وہ اشیاء جو مضر اخلاق و عادات پیدا کریں ان کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا۔

۴۔ وہ جن کے استعمال سے شرک پھیلنے کا اندیشہ ہو۔[۱۵]

(ب) اصل میں اشیاء مباح ہیں۔

اس سلسلہ قرآن کریم نے یہ اہم ترین اصول عطا فرمایا:

ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا (البقرہ/۲۹)	وہی ہے جس نے تمہارے نفع کے لئے زمین میں سب چیزوں کو پیدا کیا۔

اس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں اصلاً مباح ہیں جب تک کہ ان کی حرمت کی واضح دلیل نہ آجائے۔ اس طرح انسان کے لئے

نعمتوں میں لامحدود اضافہ کر دیا گیا ہے جن سے وہ مستفید ہو سکتا ہے۔

(ج) اسراف کی ممانعت:

حلال اشیاء کو حد اعتدال ہی میں کھانا چاہیے ورنہ انسان کو بہت سی بیماریاں جکڑ لیتی ہیں۔ قرآن کریم میں واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء/۸۰) کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اے اللہ تو ہی مجھے شفا دیتا ہے، سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیماریوں کے اسباب انسان خود پیدا کرتا ہے اور ان میں سے ایک کھانے پینے میں تجاوز ہے۔ علاوہ ازیں یہ مال کا ضیاع بھی ہے۔ اس ضمن میں قرآن حکیم کی ہدایت یہ ہے: کلوا و اشربو ولا تسرفوا (الاعراف/۳۱) کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔ ابن کثیر اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال بعض السلف جمع الله	کہ اللہ تعالیٰ نے تمام طب کو نصف
الطب كله في نصف آية	آیت میں جمع کر دیا ہے۔[16]

تفاسیر میں اس ضمن میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ ہارون الرشید کے دربار میں ایک حاذق نصرانی طبیب آیا اور علی بن حسین بن واقد سے پوچھا کہ تمھارے قرآن میں طب کے بارہ میں کچھ نہیں ہے؟ حالانکہ علم تو دو ہی ہیں علم ابدان اور علم ادیان۔ اس پر علی بن حسین نے کہا کہ قرآن نے تمام طب کو نصف آیت میں جمع کر دیا ہے اور آیت کلوا و اشربوا ولا تسرفوا پڑھی۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمھارے نبی ﷺ و آلہ وسلم نے بھی اس ضمن میں کچھ بتایا ہے تو علی بن حسین نے یہ روایت پڑھی: المعدة بيت الداء والحمية رأس كل دواء واعط كل بدن ماعودته۔

یہ سن کر نصرانی طبیب نے کہا

ماترك كتابكم ولا نبيكم لجالينوس طبا

تمھاری کتاب اور نبی نے جالینوس حکیم کی طب کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔[17]

واضح رہے کہ اسراف کی متعدد شکلیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ حلال وحرام کا خیال نہ رکھا جائے۔

۲۔ کھانے پینے پر بے تحاشا مادی وسائل صرف کئے جائیں اور صرف خورد ونوش اور لذت کام و دہن ہی مقصد حیات بن جائے۔

۳۔ حد سے زیادہ کھانا جو مضر صحت ہے۔

حلال غذا کے اوصاف:

حلال اشیاء کے لئے قرآن کریم میں بعض اوصاف آئے ہیں جو انسانی مزاج سے ہم آہنگ و مربوط ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حلال چیز میں جب تک یہ اوصاف نہ پائے جائیں وہ غذائی ضرورتوں کی تکمیل نہ کر سکے گی۔ یہ اوصاف درج ذیل ہیں۔

(i) طیب:

حلال کے ساتھ طیب کی قید تقریباً ہر جگہ ملتی ہے۔

یاایھاالناس کلوا ممافی الارض حلالاً طیباً (البقرہ/۱۶۸)	اے لوگو! زمین کی چیزوں سے حلال اور طیب کھاؤ۔

دوسری جگہ اہل ایمان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

یاایھاالذین امنوا کلوا من طیبت مارزقناکم (البقرہ/۲/۱۷۲)	اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ۔

طیب کے بارہ میں بعض علماء لغت کی آراء درج ذیل ہیں۔ فیروز آبادی لکھتے ہیں:

مایستلذہ الحواس من الاطعمۃ والاشربہ وغیرھا۔ ۱۸

کھانے اور پینے کی ہر وہ چیز طیب ہے جس سے حواس کو لذت محسوس ہو۔

ابن عاشور کے مطابق کان طیب کل شئی أن یکون من احسن نوعہ وانفعہ۔ ۱۹

ہر وہ چیز طیب ہے جو اپنی نوع میں سے بہترین ہو اور زیادہ فائدہ مند ہو۔

(ii) از کی:

اصحاف کہف جب طویل نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو بازار کھانا لانے کے لئے بھیجتے ہوئے جو ہدایات دین ان میں یہ ہدایت بھی شامل تھی:

ایھا ازکی طعاماً کہ کھانا لانے والا یہ بھی دیکھے کون سا کھانا "ازکی" ہے۔ علامہ آلوسی ازکی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فازکی من الزکاۃ واصلھا النمو والزیادہ وھی تکون معنویہ اخرویہ وحسیۃ دینیویۃ ۲۰

ازکی کا لفظ زکوۃ سے ہے اور زکوۃ کا مفہوم بڑھوتی اور نمو ہے اخروی اعتبار سے یہ معنوی اور دنیوی اعتبار سے حسی ہوتی ہے۔

امام رازی کے نزدیک ازکی کے معنی اطیب والذ یعنی زیادہ پاک اور لذیذ کے ہیں۔ ۲۱

مراغی نے اجود و ألذ ترجمہ کیا ہے یعنی عمدہ ترین اور لذیذ ترین۔ ۲۲

(iii) حسناً:

قرآن کریم میں ہے:۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا۔ (النحل ۶۷/)	اور (ہم) پلاتے ہیں تمہیں کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم بناتے ہو اس سے میٹھا رس اور پاک رزق۔

امام رازی لکھتے ہیں: ولاشك انہ حسن بحسب الشھوۃ کہ کھانا انسان کو مرغوب ہونے کے اعتبار سے اچھا ہو۔

علاوہ ازیں رزقا حسنا کی تعبیر ہمیں یہ بھی بتلاتی ہے کہ غذائی نعمتوں کا صحیح استعمال کیا جائے۔ ان کا صحیح استعمال یہی ہے کہ ان سے پاکیزہ اور صحت بخش غذا حاصل کی جائے جن سے جسم اور عقل دونوں کو توانائی حاصل ہو نہ کہ ان کو ایسی شکل میں تبدیل کر دیا جائے کہ وہ عقل اور دل کو ماؤف کر دینے والی بن جائیں۔ ۲۳

(iv) طریا:

سورۃ النحل آیت ۱۴ میں لحما طریا کے الفاظ آئے ہیں۔

اردو میں اسکا ترجمہ تازہ سے کیا جاتا ہے۔ ۲۴

اس گوشت کی تازگی کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں بھی پرانا

اور باسی کئی طرح کا گوشت ملتا تھا اور ہمارے اس زمانے میں بھی ملتا ہے۔اس صورت حال پر نظر رہے تو اس نعمت کی اہمیت اور تازہ گوشت سے غذا تیار کر کے کھانے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔۲۵

(v) هنيئاً:

سورۃ النساء میں ہے عورتیں اگر مہر میں خوشی سے کچھ دے دیں تو فکلوه هنيئاً مريئا (النساء/۴) تو اسے مزے سے کھاؤ۔

کھانے اور پینے کے خوشگوار ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ انسان پر کوئی مضر اثرات مرتب نہ کرے بلکہ آسانی سے ہضم ہو جائے۔

قرآن کریم میں ایک مشروب کا تذکرہ کرتے ہوئے دو خصوصیات کا ذکر ملتا ہے۔

نسقيكم مما فى بطونه من بين فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشربين : (النحل/٦٦)

دیکھو! ہم تمہیں (ان جانوروں سے) پلاتے ہیں، جن کے شکم میں گوبر اور خون ہے ان کے درمیان نکلا خالص دودھ جو بہت خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لئے گویا مشروب کی دو خصوصیات یہ ہونی چاہئیں۔

(iv) (۱) خالصاً:

ابن کثیر لکھتے ہیں اى يتخلص اللبن بياضه وطعمه وحلاوته یعنی دودھ کی سفیدی، ذائقہ اور حلاوت میں کوئی فرق نہ ہو۲۶

صافيا ليس عليه لون الدم ولا رائحه الفرث

کہ دودھ صاف ہو اس میں خون کی رنگت کی آمیزش اور گوبر کی بد بو نہ۔۲۷

احمد مصطفیٰ المراغی نے خالصاً کی وضاحت کرتے ہوئے تین چیزیں لکھی ہیں۔

(۱) الخالص من شائبات المواد الغريبه (ناپسندیدہ اجزاء سے پاک)

(۲) السهل التناول (آسانی سے پیا جا سکے)

(۳) اللذيذ الطعم (خوش ذائقہ)۲۸

(iiv) (۲) سائغاً:

ای لذیذاً هنیئاً یعنی لذیذ اور خوشگوار ۲۹

ماسهل مدخله فی الحلق جو آسانی سے حلق میں اتارا جا سکے۔ ۳۰

ان غذائی اوصاف سے درج ذیل چیزیں واضح ہوتی ہیں۔

۱۔ غذا دیکھنے میں اچھی لگے۔

۲۔ خوش ذائقہ ہو، بدذائقہ نہ ہو۔

۳۔ تازہ ہو، باسی نہ ہو۔

۴۔ پاک صاف ہو اور گلی سڑی نہ ہو۔

۵۔ ذائقوں میں تنوع ہو۔

۶۔ زود ہضم ہو۔

۷۔ انسانی جسم کی نشوونما کر سکے۔

۸۔ ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہو۔

۹۔ غذا کا ذائقہ اور رنگ بدلا ہوا نہ ہو۔

خلاصہ بحث:

(۱) لذیذ مشروبات و ماکولات اسلام میں پسندیدہ ہیں البتہ اسراف کی ممانعت ہے۔

(۲) حلال اشیاء سے تیار کردہ مختلف اقسام کی نئی Dishes پر کوئی پابندی نہیں جب تک کہ وہ اظہار تکبر کے لئے نہ ہوں۔

(۳) مہمان نوازی ایک اعلیٰ اخلاقی رویہ ہے جو کسی تہذیب کے انسان دوست ہونے کا مظہر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت کے سلسلہ میں عجل حنیذ (بھنا ہوا بچھڑا) ظاہر کرتا ہے کہ مہمانوں کی خدمت کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

(۴) ہماری تقریبات میں عموماً کھانے کا جو ضیاع ہوتا ہے اس سے بچنے کی مختلف تدابیر اختیار کی جانی چاہئے اور بچا کھانا ضرورت مند افراد میں تقسیم کر دینا چاہئے۔

حواشی ومراجع

۱ قوم بنی اسرائیل اس کی مثال ہے جس نے آسمانی کھانے سے بھی اکتاہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے زمینی خوراک کا تقاضہ کیا تھا۔ سورۃ البقرہ/٦١

۲ دیکھئے مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا محمود حسن اور مولانا مودودی کے تراجم اور تشریحات

۳ کاظمی، احمد سعید، البیان، کاظمی پبلی کیشنز، ملتان، ص:۴۱۱

۴ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۲، جلد:٦ ص، ۴۷۱

۵ محمد کرم شاہ الازہری پیر، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز لاہور، ۱۴۰۲ھ جلد:۲، ص ۵۸۱

٦ Abdullah Yousuf Ali,The Holy Quran, Translation and Commentary, Lahore,1938, Vol,1, P.673

۷ قرطبی، محمدبن احمد، متوفی ٦٦٨ ھ الجامع لاحکام القرآن، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ جلد:۵، ص:٦

۸ تفسیر القرآن العظیم، جمیعة احیاء التراث الاسلامی، کویت، ٢٠٠٠، جلد، ص ٦٠٨

۹ الكافي الشافي فی تخریج احادیث الكشاف على هامش الكشاف، دار الكتب، بيروت، جلد٤، ص : ٧٠٤

۱۰ مصدر سابق

۱۱ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمدبن علی بن محمد، تعریف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس ،تحقيق عبدالغفار سليمان، ص ٨٦

۱۲ تفسير القرآن العظيم،جلد: ص ٧٢

۱۳ الجامع لاحكام القرآن ،جلد اول، ص ٤٠٨

۱۴ خیر اللہ، ایف ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۹٦۲ مائدہ کے نزول کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے اس لئے ذکر نہیں کیا گیا۔

۱۵ ندوی، محمد حنیف، سراج البیان، ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۹۶۲
۱۶ تفسیر القرآن العظیم ،جمیعة احیاء التراث الاسلامی، ۲۰۰۰،جلد: ۲،ص:۲۸۳
۱۷ طنطاوی جوهری الشیخ ،الجواهر فی تفسیر القرآن الکریم، مصر ۱۳۵۰ھ ،جزء ٤،ص ١٤٩
۱۸ فیروز آبادی، محد الدین محمدبن یعقوب، بصائر ذوی التمیزفی طائف الکتاب العزیز، المکتبة العلمیه، بیروت، جلد: ۳،ص: ۵۳۱
۱۹ ابن عاشور، محمدطاهر، التحریروالتنویر، مؤسسة التاریخ، بیروت، جلد: ٥،ص ۳۷
۲۰ آلوسی، سیدمحمود متوفی ۱۲۷۰ ھ، روح المعانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۰ء، جز،۱٥، ص ۲۹۲
۲۱ مفاتیح الغیب، جلد ۲۱،ص ۱۰۳
۲۲ احمدمصطفی،تفسیر المراغی، دارلکتب العلمیه، بیروت ۱۹۹۸ء جلد ٥، ص ۳۸٦
۲۳ تدبر قرآن ،جلد ۴، ص ۴۲۷۔۴۲۸
۲۴ اسماعیل حقی متوفی: ۱۱۳۷ روح البیان، دارالفکر بیروت ،جلد ۵،ص ۱۹
۲۵ شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، جلد ۱۱، ص ۱۵۵
۲٦ ابن کثیر، حافظ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمرمتوفی ۷۷٤،تفسیر القرآن العظیم، تحقیق محمدحسین شمس الدین ، دارالکتب العلمیة/ بیروت ۱۹۹۸ء جلد ٤ ،ص ٤۹۸
۲۷ روح البیان،جلد: ص: ٤۸
۲۸ المراغی، جلد٥، ص ۲۲٦
۲۹ بهوپالی، صدیق بن حسن قنوجی متوفی ۱۳۰۷ھ، فتح البیان فی مقاصد القرآن، تحقیق ابراهیم شمس الدین ،بیروت ،۱۹۹۹ ،جلد ٤ ،ص ٤۸
۳۰ بصائر جلد۳،ص ۲۷۸